شجرۂ طیبہ

جامع استنادات ِعلمیہ، وحامل انتسابات عرفانیہ بزرگانِ دیوبند

جانشین وخلیفۂ اعظم حضرت حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ

سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند

خطیب الاسلام، عارف باللہ

حضرت اقدس مولانا محمد سالم قاسمی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دارالعلوم دیوبند (وقف)

ونائب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

ناشر

جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیۃ

مدھوبنی، وایا پرتاپ گنج، ضلع سپول بہار

فون: 0977180758 / 09811125434

آفس دہلی: 011-26981876 فیکس: 011-26982907

E-mail: jamiatulqasim@yahoo.com / www.jamiatulqasim.com

نام کتاب	:	شجرۂ طیبہ
صاحب نسبت	:	خطیب الاسلام عارف باللہ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب دامت برکاتہم جانشین وخلیفۂ اعظم حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند
تعداد اشاعت	:	2500
سن اشاعت	:	فروری ۲۰۱۱ء
ترتیب وجامع	:	خادم خاص مولانا محمد شاہد قاسمی (استاذ دارالعلوم دیوبند (وقف)
زیر اہتمام	:	مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی (خلیفہ ومجاز بیعت حضرت خطیب الاسلام عارف باللہ مدظلہ العالی) وبانی ومہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول بہار
کمپوزنگ	:	محمد ارشد عالم ندوی
ناشر	:	جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول بہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت ہی رحم کرنے والا ہے

مخدوم گرامی سے سلسلہ بیعت وارشاد کا تعلق رکھنے والے حضرات

شجرۂ طیبہ

ان مقامات سے حاصل کر سکتے ہیں۔

- محمد شاہد قاسمی خادم خاص خطیب الاسلام صاحب، آستانۂ قاسمی دیوبند
- جامعہ دینیات اردو دیوبند
- امام قاسم اسلامک ایجوکیشنل ویلفیئر ٹرسٹ انڈیا

این۔۹۳، سکنڈ فلور، سیلنگ کلب روڈ، لین نمبر۲، بٹلہ ہاؤس جامعہ نگر نئی دہلی۔۲۵
فون: 011-26981876 فیکس: 011-26982907

- الابرار فاؤنڈیشن انڈیا

ایف۔اے۲۶/ابوالفضل انکلیو۲/جامعہ نگر نئی دہلی۔۱۱۰۰۲۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمات تشکر

الحمد لله رب العلمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين خاتم النبيين سيدنا محمد، و على آله و صحبه و على من تبعهم باحسان و دعا بدعوتهم الى يوم الدين، "هُوَالَّذِی بَعَثَ فِی الْأُمِّيِّنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ ايٰتِهِ، وَ يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ إِن كَانُوْا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ، وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ، وَ هُوَ الْعَزِيزُالْحَكِيمُ" أما بعد:

بلاشبہ ہرعہد میں مسلمانوں کوورع وتقویٰ کی زنجیر سے جوڑنے اورحق سبحانہ تعالیٰ سے رشتہ استوارکرنے میں اہل اللہ کی مجلسیں، خانقاہیں اور علوم دینیہ کے مراکز اہم کرداراداکرتے رہے ہیں، فی زمانہ سلسلۂ سلوک وتصوف کی مضبوط کڑی اور موجودہ عہد میں طبقۂ علماء کے سرخیل خطیب الاسلام، عارف باللہ حضرت اقدس مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہ العالی کی شخصیت بیش قیمتی اور مرجع خلائق ہے۔ حضرت اقدس کا علم و معارف، تقویٰ اور تفقہ فی الدین کا اعتراف ہرطبقہ کو ہے۔ حجۃ الاسلام الامام محمد قاسم النانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند جیسی بابرکت شخصیات کے خصوصی اعمال واوراد اور نقش جمیل پر عمل کی تلقین نیز امت کوسنت کی پیروی کرنے کی اپیل حضرت

مولانا محمد سالم قاسمی مدظلہ العالی کی زندگی کا ماحصل ہے۔

گذشتہ دنوں حضرت مخدوم مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہ العالی نے جب بزرگان دین کے اعمال واوراد اور دعاؤں پر مشتمل کتابچہ ''شجرۂ طیبہ'' کی دوبارہ اشاعت کی ذمہ داری ناچیز کوسونپی تو ایسا محسوس ہوا کہ کائنات کی دولت بے بہا مل گئی ہے۔ جس خلوص و محبت کے جذبہ سے لبریز ہوکر آپ نے یہ عظیم تحفہ طباعت کیلئے عنایت فرمایا اس کو الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ والہانہ محبت وعقیدت کے اس جذبہ صادق کو باقی رکھے۔ ''شجرۂ طیبہ'' نامی یہ رسالہ معرفت ربانی اور رضائے حق چاہنے والوں کے لئے بہترین تحفہ ہے، اس کے مطالعہ سے بزرگان دین کے ذکر واوراد پر عمل کی تحریک ملتی ہے۔ خیر کے طلب گاروں کے لئے اس قیمتی تحفہ کی طباعت کا حکم کو سر آنکھوں پر لیتے ہوئے بندہ حضرت مخدوم کا تہہ دل سے ممنون ومشکور ہے۔ بارالٰہی حضرت کو صحت وعافیت کے ساتھ قوم وملت کیلئے مفید بنائے اور آپ کا سایہ عاطفت امت پر تا دیر قائم ودائم رکھے۔ آمین

مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی

خلیفہ ومجاز بیعت خطیب الاسلام عارف باللہ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب دامت برکاتہم
وبانی ومہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول بہار

۵ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۹ فروری ۲۰۱۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرۂ طیبہ

یہ ''شجرہ'' والد ماجد خطیب الاسلام عارف باللہ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب دامت برکاتہم سے، اور جد امجد حکیم الاسلام حضرت اقدس مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند قدس سرہٗ العزیز سے سلسلۂ بیعت وارشاد کا تعلق رکھنے والے حضرات کے لئے مرتب کیا گیا ہے۔

حضرت حکیم الاسلام قدس سرہٗ کو ابتداءً شرف بیعت، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہٗ سے حاصل ہوا، ان کی وفات کے بعد حکیم الامت حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کی جانب رجوع فرمایا اور انہیں سے خلافت حاصل ہوئی ٹھیک اسی طرح خطیب الاسلام عارف باللہ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہٗ العالی نے، حضرت حکیم الاسلامؒ کے ایماء پر ۱۳۶۷ھ میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری قدس سرہٗ سے شرف بیعت حاصل کیا، اور رائے پور میں حضرتؒ کے پاس قیام فرمایا انکی وفات کے بعد خود حضرت حکیم الاسلام قدس سرہٗ کے دست مبارک پر جنوبی افریقہ کے سفر کے دوران، بمقام ''روڈی پورٹ'' میں ۱۳۸۲ھ میں شرف بیعت حاصل فرمایا، اور ۱۳۸۷ھ میں حضرت حکیم الاسلامؒ نے خطیب الاسلام عارف باللہ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہ العالی کو تحریراً خلافت واجازت بیعت مرحمت فرمائی۔

اس موقع پر اویس وقت حضرت مولانا سید اصغر حسین میاںؒ محدث دارالعلوم دیوبند

کا یہ عرفانی مقولہ قابل ذکر ہے، جسے انہوں نے مختلف مجالس میں بار بار حضرت حکیم الاسلامؒ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

''یہ (یعنی حضرت حکیم الاسلامؒ) دونوں بزرگوں یعنی حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہما اللہ کے فیوض سے اور حجۃ الاسلام الامام محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ بانی دارالعلوم دیوبند سے خَلقاً اور خُلقاً مستفید ہوکر تمام بزرگان جماعت کی نسبتہائے مقبولہ کے حامل ہیں''

ٹھیک اسی طرح بحمد اللہ خطیب الاسلام عارف باللہ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہ العالی (مہتمم دارالعلوم دیوبند وقف) کے بارے میں حضرت مولانا میاں صاحبؒ کے عرفانی قول سے استفادہ کرتے ہوئے، بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ حضرت خطیب الاسلام مدظلہ العالیٰ، تینوں بزرگوں (حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس اللہ اسرارہم) کے فیوض علمی وعرفانی سے مستفید ہونے کی وجہ سے بحمد اللہ جماعت اکابر رحمہم اللہ کی نسبتہائے مقبولہ کے جامع ہیں، اور اپنے جد اعلیٰ حجۃ الاسلام الامام محمد قاسم نانوتوی قدس اللہ سرہٗ سے خَلقاً وخُلقاً مستنیر ہیں۔

اسی بناء پر شجرہ کے تیسرے اور چوتھے شعر میں، تینوں بزرگوں کے اسماء گرامی ذکر کئے گئے ہیں۔ خطیب الاسلام عارف باللہ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی کو حق تعالیٰ نے اس شرف سے بھی مشرف فرمایا کہ آپ نے حکیم الامت حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز سے شوال ۱۳۶۲ھ میں درس نظامی کی پہلی کتاب ''میزان الصرف'' براہ راست پڑھ کر شرف تلمذ کے ساتھ دعائیں حاصل فرمائیں۔ اس لئے آج کے دور میں حضرت حکیم الامتؒ کے صرف خطیب الاسلام مدظلہ العالی ہی براہ راست بلاواسطہ شاگرد رشید ہیں، اور آپ کی ذات گرامی سے الحمد للہ علمی اور عرفانی فیضان طیبی،

اشرفی، قادری چار دانگ عالم میں پھیل رہا ہے۔
حق تعالیٰ سبحانہٗ تادیر اس فیض بیکراں سے مسلمانان عالم کو مستفید و بہرہ مند رکھے۔آمین یارب العالمین۔

مولانا محمد سفیان قاسمی
(ابن خطیب الاسلام مدظلہ العالی)
نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند وقف
۲۶/ربیع الاول ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۹/جون ۲۰۰۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقصد بیعت و ہدایات

''بیعت سلوک'' خاتم الانبیاء محمد عربی ﷺ کی سنت متوارثہ ہے جو ہر دور میں روحانی افادہ کے ساتھ، بواسطۂ بیعت کنندہ کا رابطہ روحانی نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ سے قائم ہونے کا مقدس وسیلہ رہا ہے اور ایسے ہی واسطۂ فیض بننے والے سلسلے کے مشائخ کرام کی روحانی نسبت بشرط اخلاص، اللہ رب العزت تک وصول میں معاون و مددگار ثابت ہوتی ہے۔

فرائض وواجبات شرعیہ جس طرح پہلے فرض وواجب تھے، اسی طرح بیعت کے بعد بھی فرض وواجب رہتے ہیں، البتہ بیعت کرنے والا اپنے شیخ کو اپنے اور اپنے اللہ کے درمیان واسطہ بنا کر فرائض و واجبات اور اتباع سنن کا عہد کرتا ہے، اور بلحاظ عہد ان کی ادائیگی میں مزید قوت پیدا ہوجاتی ہے، اور اس میں زیادہ سے زیادہ قوت سے توجہ الی اللہ کی ضرورت ہوتی ہے اس کیلئے طاعات وعبادات نفلیہ کے ساتھ کچھ مزید اوراد ووظائف بھی ضروری ہوتے ہیں، جو ہمت وعزیمت کے ساتھ قلب کے اخلاص للہ میں ترقی کا باعث بنتے ہیں۔اور یہی اخلاص وہ روح اعمال ہے کہ جو انابت اور رجوع الی اللہ کو درجۂ حال تک لے جا کر نسبت کا نام پالیتی ہے، اس باعظمت مقام تک پہنچنے کی راہ متعین کامل اتباع شریعت کے کوئی اور قطعاً نہیں۔

داخل سلسلہ بیعت ہوجانے والے حضرات کیلئے عبادات نفلیہ، تہجد، اشراق، چاشت، اوراوّابین وغیرہ کے بقدر ہمت اہتمام کے ساتھ اضافی اوراد وظائف درج ذیل ہیں۔

وظائف صبح

(تعین وقت قبل از فجر یا بعد از فجر حسب فرصت خود متعین کرلیا جائے اور امکانی حد تک اس وقت کی پابندی کی جائے۔

وظیفۂ اول:۔

ایک تسبیح کلمۂ تمجید (جسے تیسرا کلمہ بھی کہا جاتا ہے جو یہ ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وقتاً فوقتاً لا حول ولا قوة الا باللّٰه العلى العظيم بھی ملالیا جائے۔

وظیفۂ دوم:۔

استغفار۔ ایک تسبیح۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّی مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

وظیفۂ سوم:۔

درود شریف، ایک تسبیح، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ۔

وظائف شام

(تعین وقت بعد عصر یا بعد مغرب یا بعد عشاء فرصت کے لحاظ سے خود متعین کرکے اس کی پابندی کی جائے)

وظیفۂ اول:۔

پوری سورۂ اخلاص،
یعنی قل ھو اللّٰہ احد، ایک تسبیح۔

وظیفۂ دوم:۔

حسبنہ۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيل نِعْمَ الْمُولٰى و نِعْم النصير ایک تسبیح۔

وظیفۂ سوم:۔

آیت کریمہ ایک تسبیح:

لا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّی كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ.

اسی کے ساتھ پابندی کے ساتھ روزانہ بلاناغہ تلاوت قرآن کریم (ایک پارہ، یا نصف پارہ، ورنہ کم از کم پاؤ پارہ) تلاوت کرکے اپنے سلسلہ کے تمام بزرگوں کو ایصال ثواب کیا جائے۔ یہ بھی معنوی ترقی میں غیر معمولی معاون ہوتا ہے۔ اس سے قبل اگر کچھ دیگر اوراد و وظائف پڑھنے کا معمول ہو تو انہیں بھی جاری رکھ سکتے ہیں۔

اور شجرۂ ہذا میں مذکور ''کلمات طیبات'' کے نام سے ''ذکر اللہ کے دس اسلامی کلمے'' جو شیخ العرب والعجم حضرت حکیم الاسلام قدس سرہ کے مجوزہ و مرتبہ ہیں ان کو پڑھنا بھی اگر معمولات میں شامل کرلیا جائے تو انشاء اللہ بیحد مفید ثابت ہوگا ایسے ہی شجرہ کا پڑھنا اکابر سلسلہ سے روحانی ارتباط قلبی میں معاون ہوگا۔

محمد سالم قاسمی
(مہتمم دارالعلوم دیوبند وقف)
نائب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

شجرۂ طیّبہ

كشجرة طيبةٍ اصلها ثابتٌ و فرعها فى السماء

حمد ہے سب تیری ذاتِ کبریا کے واسطے — اور درود و نعت ختم الانبیاء کے واسطے
اور سب اصحاب و آل مصطفیٰ کے واسطے — رحم کر مجھ پر الٰہی اولیاء کے واسطے
حضرت سالم تقی با خدا کے واسطے — عبد قادر، شاہ طیب ذوالعطا کے واسطے
عالم تلمیذ اشرف پارسا کے واسطے — قاسم علم نبوت بے خطا کے واسطے
حضرت طیب شہ علم و ہدیٰ کے واسطے — حضرت محمود و اشرف ذوالعلا کے واسطے
حاجی امداد اللہ ذوالعطا کے واسطے — حضرت نور محمد پُر ضیا کے واسطے
حاجی عبدالرحیم اہل غزا کے واسطے — شیخ عبدالباری شہ بے ریا کے واسطے
شاہ عبدالہادی پیر ہدیٰ کے واسطے — شاہ عضدالدین عزیز دوسرا کے واسطے
شہ محمد اور محمدی اتقیا کے واسطے — شہ محبّ اللہ شیخ باصفا کے واسطے
ابوسعید اسعد اہل ورا کے واسطے — شہ نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے
شہ جلال الدین جلیل اصفیا کے واسطے — عبد قدوس شہ قدس و صفا کے واسطے
اے خدا شیخ محمد رہنما کے واسطے — شیخ احمد عارف صاحب عطا کے واسطے
احمد عبدالحق شہ ملک بقا کے واسطے — شہ جلال الدین کبیر الاولیاء کے واسطے
شیخ شمس الدین ترک باصفا کے واسطے — شیخ علاؤ الدین صابر با رضا کے واسطے
شہ فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے — خواجہ قطب الدین مقتول ولا کے واسطے
شہ معین الدین حبیب کبریا کے واسطے — خواجہ عثمان باشرم و حیا کے واسطے
شہ شریف زندنی با اتقیا کے واسطے — خواجہ مودود چشتی پارسا کے واسطے

شاہ بویوسف شہ شاہ و گدا کے واسطے — بو محمد محترم شاہ ولا کے واسطے
احمد ابدال چشتی باسخا کے واسطے — شیخ ابواسحٰق شامی خوش ادا کے واسطے
خواجہ ممشاد علوی بوالعلاء کے واسطے — بوہبیرہ شاہ بصری پیشوا کے واسطے
شیخ حذیفہ مرعش شاہ صفا کے واسطے — شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے
شہ فضیل ابن عیاض اہل دعا کے واسطے — خواجہ عبدالواحد بن زید شا کے واسطے
شیخ حسن بصری امام الاولیا کے واسطے — ہادی عالم علی شیر خدا کے واسطے
سرور عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے — یا الٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے
آخرت میں کر شفاعت کا وسیلہ انکو تو — مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کے واسطے
کر دوئی کو دور اور پُر نور وحدت سے مجھے — تا ہوں سب میرے عمل خالص رضا کے واسطے
کر ذرا اس ہوش سے بیہوش و مستانہ مجھے — باحق اپنے عاشقانہ باوفا کے واسطے
دیکھ مت میرا عمل کر لطف پر اپنی نگاہ — یارب اپنے رحم و احسان و عطا کے واسطے
چار سو ہے فوج غم کر جلد اب مجھ پر کرم — کر رہائی کا سبب اس مبتلا کے واسطے
تیرے در کو چھوڑ کر تو ہی بتا جاؤں کہاں — کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کے واسطے
ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے — اور تکیہ زہد کا ہے زاہدوں کے واسطے
سجدہ طاعۃ سہارا ساجدوں کے واسطے — ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے
نہ فقیری چاہتا ہوں نہ امیری کی طلب — دردِ دل پر چاہیئے مجھ کو خدا کے واسطے
نعمتیں دنیا کی سب دیں تو نے اے پروردگار — بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کے واسطے
کوئی بھی تحفہ نہیں لائق تیرے دربار کے — جان و دل لایا ہوں بس تجھ پر خدا کے واسطے
کر میری امداد ''اللہ'' وقت ہے امداد کا — اپنے لطف و رحمت بے انتہا کے واسطے

جس نے یہ شجرہ دیا ہو جس نے یہ شجرہ پڑھا
بخش دیجئے سب کو ان اہل صفا کے واسطے

وظائف زائدہ

کلمات طیبات

یعنی ذکراللہ کے دس اسلامی کلمے

الحمد للہ و سلامٌ علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد۔

ذکراللہ روح عالم ہے:۔

کائنات عالم کی روح جس سے وہ زندہ اور برقرار ہے ذکراللہ اور یادحق ہے اگر یہ روح اس میں سے نکل جائے تو پھر یہ عالم برقرار نہیں رہ سکتا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ قیامت اس تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جارہا ہے۔یعنی ذکراللہ کی گونج جب تک اس جہان میں قائم ہے جب ہی تک یہ جہان قائم ہے جس دن اس میں یادالٰہی باقی نہ رہے گی اسی دن اس عالم کی موت آجائیگی جس کا نام قیامت ہے۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ عالم کی روح ذکرالٰہی ہے جس کے گم ہوتے ہی اس کی زندگی ختم ہوجائے گی۔

ذکراللہ ہی تمام اجزائے کائنات کی بھی روح ہے:۔

نہ صرف مجموعہ عالم بلکہ اجزائے عالم کی زندگی بھی یادالٰہی ہی سے قائم ہے۔حق تعالیٰ نے ارشادفرمایا کہ:

''کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد نہ کرتی ہو،لیکن تم اس کی تسبیح کو نہیں سمجھتے''اور فرمایا کہ:

''ہر چیز نے اپنی نماز اور تسبیح کو جان لیا ہے۔''

حدیث میں ہے کہ ماء جاری اللہ کی تسبیح کرتا ہے۔یعنی جب اس کی روانی رُک جاتی ہے تو تسبیح بند ہوجاتی ہے اور وہی اس پانی کی موت کی ساعت ہوتی ہے۔

ارشادنبوی ہے کہ سرسبز ٹہنی اللہ کی تسبیح کرتی ہے یعنی جونہی وہ اپنی اصل سے جدا ہوتی ہے اس کی تسبیح بند ہوجاتی ہے اور یہی اس کے مرجھانے اور مرنے کی گھڑی ہوتی ہے۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''سفید کپڑا اللہ کی تسبیح کرتا ہے''

پس جونہی وہ میلا ہوتا ہے اس کی تسبیح بند ہوجاتی ہے اور یہی اس کی معنویت کی موت کا وقت ہوتا ہے۔غرض ہر چیز کی زندگی ذکراللہ سے ہے اور موت غفلت عن اللہ سے ہے۔

ذکراللہ ہی انسان کی روحانی زندگی کی روح ہے:۔

کائنات کا اہم جزو انسان ہے انسان کی حقیقی زندگی بھی ذکرالٰہی سے ہی ہے اس کی معنویت کی روح بھی یہی ذکراللہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''جو شخص اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہے اور جو یاد نہیں کرتا ان کی مثالیں زندہ اور مردہ کی سی ہیں۔''

یعنی ذاکر زندہ ہے اور غافل مردہ اس سے واضح ہے کہ انسان کی روحانی اور قلبی زندگی کی روح بھی ذکراللہ ہے جس سے اس کا دل زندہ ہے کہ اصل زندگی دل ہی کی زندگی ہے۔

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مرجائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

ذکراللہ ہی عمل صالح کی بھی روح ہے:۔

پھراسی طرح انسان کے عمل کی روح بھی ذکراللہ ہی ہے جس سے وہ عمل قبول اور پائدار ہوتا ہے اگر انسانی عمل کا ڈھانچہ ذکراللہ سے خالی ہو اور اس میں یہ روح نہ ہو تو وہ عمل ہی مردہ ہے جس پر نہ آخرت میں کوئی پھل آئے گا نہ دنیا میں اس کی قدر و قیمت ہوگی۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

”ذکراللہ کرنے والے کی مثال ایک سرسبز درخت کی سی ہے۔ درختوں کے مجموعہ میں۔ یعنی جیسے سرسبز درخت ہی پھل و پھول لاسکتا ہے نہ کہ خشک جھاڑ۔ ایسے ہی ذکراللہ کی تازگی رکھنے والا عمل باثمر ہوسکتا ہے نہ کہ غفلت آمیز اور ریاکارانہ عمل۔

ذکراللہ افضل ترین عمل ہے:۔

ظاہر ہے کہ جب ذکراللہ روح عالم روح کائنات روح قلب و جان اور روح اعمال و افعال ہے تو ذکراللہ ہی تمام اعمال میں افضل ترین عمل بھی ہوسکتا ہے اسی لئے حدیث نبوی میں ذکراللہ کو ”خیر الاعمال“ بہترین عمل، پاکیزہ ترین عمل، بلند پایہ عمل، چاندی سونا خرچ کرنے سے بھی زیادہ اونچا عمل، جہاد فی سبیل اللہ سے بھی اعلیٰ ترین عمل فرمایا گیا ہے۔

ذکراللہ کے فوائد و برکات:۔

اسی لئے یہ ذکراللہ کمال قرب الٰہی اور معیت حق کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ حدیث قدسی میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”کہ میں بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب کہ وہ میری یاد کرتا ہے۔ اگر وہ دل دل میں

اور اپنے نفس میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر مجمع (یعنی جماعت ملائکہ) میں یاد کرتا ہوں۔“

عالم میں سب سے بڑے ذاکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے آپ کی شان حدیث شریف میں فرمائی گئی ہے کہ آپ کی کوئی گھڑی ذکراللہ سے خالی نہیں ہوتی تھی اور مختلف اندازوں سے آپ ہر ہر آن ذکراللہ میں مشغول رہتے تھے کان یذکر اللہ عَلیٰ کُلِّ اَحْیَانِہ۔

(آپ اپنے تمام اوقات میں اللہ کو یاد کرتے رہتے تھے)

حدیث شریف میں ذکراللہ کی مجلسیں جنت کے باغات بتائی گئی ہیں گویا حضور ﷺ دنیا میں رہ کر بھی ہمہ وقت جنت ہی کے باغوں میں سیر فرماتے رہتے تھے۔

ذکراللہ کے آثار:۔

ذکراللہ ہی سے قلب میں رقت اور نرمی پیدا ہوتی ہے اور سخت دلی کافور ہو جاتی ہے ارشاد نبوی ہے:

کہ ذکراللہ کے بغیر کلام بہت مت کیا کرو۔ کیونکہ کثرت کلام بلا ذکر الٰہی کے قساوت قلب اور سخت دلی ہے اور اللہ تعالیٰ سے بعید تر آدمی وہی ہے جس کا دل سخت ہو۔ نیز پاکیزگی نفس اور صفائی اخلاق بھی ذکراللہ ہی سے ممکن ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے: کہ جو قوم بھی کسی مجلس سے اٹھتی ہے کہ اس میں یاد الٰہی نہ کی گئی ہو تو وہ ایسے اٹھتے ہیں جیسے کسی گدھے کی مردہ لاش پر سے اٹھتے ہوں اور ان پر حسرت و ہلاکت پڑی ہوئی ہو۔

پھر ذکراللہ ہی سے نفس میں شیطانی اثرات زائل ہو سکتے ہیں ارشاد نبوی ﷺ ہے: کہ آدمی کے قلب کو شیطان چمٹا رہتا ہے جونہی اس نے یاد الٰہی کی اور ذکراللہ میں

مشغول ہوا شیطان کھسک جاتا ہے اور جونہی آدمی ذکراللہ سے غافل ہوا وسوسے ڈالنا شروع کردیتا ہے۔

پھر عذابِ الٰہی سے بچاؤ کا بھی سب سے بڑھ کر مؤثر ذریعہ یہی ذکراللہ ہے حدیث نبوی میں ارشاد ہے کہ: ''ذکراللہ بڑھ کر کوئی عمل بھی عذاب الٰہی سے نجات دلانے والا نہیں۔

ساتھ ہی قلب کے زنگ دور کرنے اس پرنور کی پالش کرنیوالی چیز بھی ذکراللہ ہی ہے۔ ارشادنبوی ہے کہ:

''ہر شئے کے لئے ایک صیقل ہے (جس سے اس پر چمک آتی ہے جیسے تانبے کے لئے قلعی اور لوہے ولکڑی کے لئے پالش) اور قلوب کا صیقل ذکراللہ ہے۔ اس لئے اگر ایک مردمومن چاہتا ہے کہ اس کے قلب میں نور اور صیقل پیدا ہو، دل میں نرمی اور رحمت پیدا ہو عذاب الٰہی سے نجات پا جائے، شیطانی اثرات سے محفوظ رہے اور اسے قرب الٰہی نصیب ہو تو وہ ذکراللہ کی کثرت کرے اور ہمہ وقت اپنی زبان کو یادالٰہی سے تر رکھے۔''

ذکراللہ کی عظمت:

حق تعالیٰ نے جو صیغہ خود اپنی بڑائی بیان کرنے کے لئے استعمال فرمایا ہے وہی صیغہ اپنے ذکر کی عظمت وبڑائی کے لئے بھی استعمال فرمایا ہے۔ اپنے لئے فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ یعنی اللہ ہر چیز سے بڑا ہے اور ذکراللہ کے لئے فرمایا وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ (اور اللہ کا ذکر ہر چیز سے بڑا ہے۔)

ذکراللہ کے واجب ہونے کی دلیل:

اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ذکراللہ کرنے کا حکم فرمایا اور بصیغہ امر اسے واجب ٹھہرایا۔ ارشاد ربانی ہے:

یَاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْااذْکُرُوااللّٰہَ ذِکْراً کَثِیْراً

(ترجمہ) اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو۔

آیت بالا سے مطلقاً ذکراللہ کی ضرورت اور احادیث مذکورہ سے مطلق ذکراللہ کی عمومی فضیلت ومنقبت واضح ہوگئی۔ ارشاد ربانی اور عرض کردہ فضائل وذکر کے پیش نظر اشد ضرورت ہے کہ ہم مسلمان ذکراللہ کی قوت وعظمت کو پہچانیں اور اپنی تمام دینی ودنیوی مصائب کا علاج اس میں تلاش کریں۔ چونکہ مطلق ذکر کی ادائیگی بغیر کسی مخصوص صیغہ اور خاص کلام کے نہیں ہوسکتی اس لئے ہم سہولت عمل کے لئے ذکراللہ کے اقسام اور ان کی خصوصی حقیقت ونوعیت اور ان کے ورد کا طریقہ ووقعت ان چند سطروں میں مختصراً پیش کرتے ہیں تاکہ طالبین ذکر کیلئے ان اذکار کا اپنا دائمی ورد اور معمول بنا لینے میں آسانی ہو۔

اذکار عشرہ:

شریعت اسلام کے عرف میں ذکراللہ کے دس کلمے منتخب اور معروف ہیں جو اپنی جامعیت کے لحاظ سے ہر نوع کے ذکر پر حاوی ہیں اور اسی لئے خصوصی طور پر ان کے ورد کی تاکید اور فضیلت آئی ہے اور جن میں سے ہر ایک کلمہ بجائے خود ایک مستقل ذخیرۂ دین، عمدہ ترین خزانۂ اجروثواب اور میزان عمل میں ثقیل ترین وزن دار جنس ہے اور اسی لئے ہر دور میں اہل اللہ اور مشائخ نے ان کلمات طیبات کی تلقین بھی فرمائی ہے اور خود بھی انہیں اپنا معمول بنائے رکھا ہے وہ دس کلمے یہ ہیں۔

۱۔ کلمۂ تسبیح

یعنی اللہ کی پاکی بیان کرنے کا کلمہ اور وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ ہے۔

۲۔ کلمۂ تحمید

یعنی اللہ کی ثنا وصفت بیان کرنے کا کلمہ اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔

۳۔ کلمۂ توحید

یعنی اللہ کی ذات وصفات کی یکتائی بیان کرنے کا کلمہ اور وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔

۴۔ کلمۂ توبہ

یعنی اللہ سے گناہوں کی معافی مانگنے کا کلمہ اور وہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ہے۔ جس کا جامع صیغہ حدیث شریف میں یہ فرمایا گیا ہے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

۵۔ کلمۂ تعوذ

یعنی آفات ومصائب کے وقت اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے کا کلمہ اور وہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ ہے جس کا جامع صیغہ حدیث شریف میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔

۶۔ کلمۂ بسملہ

یعنی اللہ کے نام سے اوقات اور افعال کو شروع کرنے کا کلمہ اور وہ بسم اللہ ہے جس کا جامع صیغہ حدیث شریف میں یہ فرمایا گیا ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط۔

۷۔ کلمۂ حوقلہ

یعنی اللہ تعالیٰ ہی کو تمام قوتوں کا سرچشمہ ماننے کا کلمہ اور وہ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ہے۔

۸۔ کلمۂ حسبنہ

یعنی اللہ تعالیٰ ہی کو اپنے اور اپنے ہر کام کے لئے کافی ووافی سمجھنے کا کلمہ اور وہ حَسْبُنَا اللّٰہُ ہے جس کے لئے قرآن کریم نے یہ دو جامع صیغے ارشاد فرمائے ہیں

(۱) حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ (۲) وَحَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

۹۔ کلمۂ تصلیہ

یعنی اللہ تعالیٰ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ کے لئے رحمت مانگنے کا کلمہ اور وہ درود شریف ہے جس کا جامع اور مختصر صیغہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ۔

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ۔

۱۰۔ حق تعالیٰ کے فضل وکرم کا سب سے بڑا ذریعہ اس کا رحم ہے یہ کلمہ بطور خاص طلب رحم ہے اپنی خصوصیت کے اعتبار سے غیر معمولی اہم ہے رب اغفر و ارحم انک انت اعز والاکرم۔

کلمات عشرہ کا قرآن سے ثبوت اور وجوب:۔

ان دسوں کلموں کا ماخذ قرآن حکیم ہے جس میں ان کے ورد رکھنے اور پڑھتے رہنے کا امر فرمایا گیا ہے۔

۱۔ ذکر تسبیح کے بارے میں ارشاد ہے وَسَبِّحُوْهُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا ط اور صبح شام اس کی تسبیح کرتے رہو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی آپ اپنے پروردگار عالیشان کے نام کی تسبیح کیجئے فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ سو اپنے عظیم الشان پروردگار کی تسبیح کیجئے۔

۲۔ ذکر تحمید کے بارے میں حکم دیا گیا قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی آپ کہئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَیُرِیْکُمْ

آیَاتِهٖ فَتَعۡرِفُوۡنَهَا اور آپ کہہ دیجئے کہ سب خوبیاں خالص اللہ ہی کے لئے ثابت ہیں عنقریب اپنی نشانیاں دکھلا دے گا اور تم ان کو پہچان لو گے۔

۳۔ ذکر توحید کے بارے میں ارشاد ہے فاعلم انه لا اله الّا اللّٰه جان رکھ کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ۔

۴۔ ذکر تکبیر کے بارے میں ارشاد ہے وَ کَبِّرۡهُ تَکۡبِیۡرًا اور اس کی خوب بڑائیاں بیان کیا کیجئے دوسری جگہ ارشاد ہے وَرَبَّکَ فَکَبِّرۡ اور اپنے رب کی بڑائی کر۔

ذکر توبہ واستغفار کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا

اے ایمان والو تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

وَتُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ جَمِیۡعًا اَیُّهَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ

اور مسلمانوں تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تا کہ فلاح پاؤ۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

وَاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِکَ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ

(اور مغفرت چاہو اے پیغمبر اپنی خطا کیلئے اور مؤمنین کے لئے۔

۵۔ ذکر تعوذ واستعاذہ کے بارے میں حکم ربانی ہے:

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ الخ آپ کہئے کہ میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ الخ آپ کہئے کہ میں لوگوں کے مالک کی پناہ لیتا ہوں۔

۶۔ ذکر بسملہ کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ

اے پیغمبر آپ قرآن اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجئے جس نے پیدا کیا۔

۷۔ ذکر حوقلہ کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا:

وَلَوۡلَاۤ اِذۡ دَخَلۡتَ جَنَّتَکَ قُلۡتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

حدیث میں اس پر کلمہ لَاحَوۡلَ کا مزید اضافہ ہے اس لئے مجموعی کلمہ لَاحَوۡلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہو جاتا ہے۔

۸۔ ذکر حسبنہ کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیۡهِ تَوَکَّلۡتُ وَهُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ۔

پھر اگر وہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ کافی ہے اسکے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں ہے اسی پر بھروسہ کرلیا اور وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے۔اور فرمایا قَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَ نِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ اور کہا انہوں نے کہ ہم کو حق تعالیٰ کافی ہے اور وہی سب کام سونپ دینے کیلئے اچھا ہے۔

۹۔ ذکر تصلیہ کے بارے میں ارشاد حق ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا

اے ایمان والو تم نبی پر صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو۔

بہر حال ان دس کلمات طیبات کیلئے قرآن نے مستقل باب قائم کر دیئے ہیں اور ان کی نہ صرف ترغیب ہی دی بلکہ حکم اور امر کیا ہے کہ انسان انھیں اپنا ورد و وظیفہ بنائے۔پھر حدیث نبوی نے ان مخصوص اذکار کی تفصیلات پر روشنی ڈالی کہ ان کے فوائد اور ثمرات کیا ہیں، ان کے ورد کی مقدار کیا ہے اور ان کے پڑھنے کے اوقات کیا ہونے چاہئیں۔

کلماتِ عشرہ کے فضائل

کلمۂ تسبیح:۔

یعنی کلمۂ تسبیح کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سو مرتبہ سبحان اللّٰہ پڑھتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس سے ایک ہزار برائیاں مٹادی جاتی ہیں۔ اس ذکر کا حاصل ہر عیب و نقص سے خدا کی پاکی بیان کرنا اور اس کے ہر کمال کو عیب سے پاک بتلانا ہے کہ اس کی حیات مثلاً موت کی آمیزش سے پاک ہے، اس کا علم جہل کی آمیزش سے بَری ہے، اس کی قدرت عجز کی آمیزش سے پاک ہے وغیرہ۔ قرآن کریم نے اپنی سات سورتوں کو کلمۂ تسبیح سے شروع فرما کر تسبیح الٰہی کی طرف توجہ دلائی ہے جیسے سَبَّحَ لِلّٰهِ اور يُسَبِّحُ لِلّٰهِ وغیرہ۔

نیز کائنات کی ہر ہر شئے کے لئے تسبیح کا وظیفہ ثابت کیا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ شَئٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی تسبیح وتحمید نہ کرتی ہو مگر تم اس کی تسبیح کو نہیں سمجھتے، تو انسان تو زیادہ مستحق ہے کہ دن ورات اس کی تسبیح کرے۔

کلمۂ تحمید:۔

یعنی ذکر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کا حاصل۔ ہر کمال وخوبی کو اللہ کے لئے ثابت کرنا ہے۔ کیونکہ تعریف وثنا کسی خوبی اور کمال ہی پر ہوتی ہے جب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے معنی یہ ہیں کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ سارے کمالات اور خوبیاں بھی اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اس کا حاصل یہ نکلا کہ عالم میں جہاں بھی کوئی حسی یا معنوی خوبی ہے وہ اسی کی ذات بابرکات کی

خوبی کی کوئی جھلک ہے اس لئے جس کی بھی کوئی تعریف اور مدح کی جائے گی وہ درحقیقت اسی مخزنِ خوبی کی حمد وثنا ہوگی پس اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے معنی یہ ہوئے کہ تمام تعریفیں (خواہ کسی کیلئے کی جائیں بلاواسطہ ہوں یا بالواسطہ) صرف اسی کے لئے ہیں اور اسی کے لئے سزاوار ہیں۔

چونکہ تسبیح کے ذریعہ ہر عیب سے خدا کی پاکی بیان کی جاتی ہے اور تحمید کے ذریعہ ہر کمال خدا کیلئے ثابت کیا جاتا ہے اور یہ دونوں باتیں آپس میں لازم وملزوم ہیں کہ جو عیب سے پاک ہوگا وہ اپنی ذات سے تمام خوبیوں کا مالک ہوگا۔ اور جو ذاتی طور سے خوبیوں کا مالک ہوگا وہی ہر عیب سے پاک بھی ہوگا اس لئے دعاؤں میں یہ دونوں کلمے سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عموماً ملے جلے آتے ہیں جیسے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ اور فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ اور فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ عَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ سو تم اللہ کی تسبیح کیا کرو شام وصبح اور تمام آسمان اور زمین میں اسی کی حمد ہوتی ہے اور بعد زوال اور ظہر کے وقت کہیں یہ تسبیح تہلیل کے ساتھ بھی جمع کر کے لائی گئی ہے جیسے ارشاد ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ۔

آپ کے سوا کوئی معبود نہیں میں ہوں ظالموں میں سے۔

اسی کو عرفِ شریعت میں آیۂ کریمہ کہتے ہیں جس میں تسبیح وتہلیل دونوں جمع ہیں اور یہ ایک مستقل کلمۂ ذکر ہے جسے کلمۂ کریمہ کہنا چاہئے۔ اس کے بارے میں صحیح بخاری میں حدیث آئی ہے کہ یہ دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں مگر میزان اعمال میں بھاری ہیں اور اللہ کے یہاں محبوب تر ہیں اس لئے اگر ہم اسے کلمۂ طیب کہیں تو بجا ہے۔

حمد الٰہی کے بارے میں حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ روز قیامت جو لوگ سب سے پہلے جنت کی طرف بلائے جائیں گے وہ وہ لوگ ہوں گے جو عیش ومصیبت (دونوں حالتوں میں) اللہ کی حمد کیا کرتے تھے۔

کلمۂ توحید:۔

یعنی لا الٰہَ اِلاّ اللّٰہُ کے ذکر کا حاصل خدا کی یکتائی ذات وصفات میں اور تن تنہا بلا شرکتِ عقیدے صرف اسی کا اللہ ومعبود ہونا ثابت کرتا ہے یعنی کوئی بھی اس کے سوا ایسا نہیں جسے حاکمِ مطلق اور معبودِ مطلق مانا جائے اور اس کے سامنے بلا پس وپیش ہمہ تن ذلت بن کر سرِ تسلیم خم کر دیا جائے کیونکہ اللہ کے معنی اس ذات بابرکات کے ہیں جو ذاتی طور پر بلا عطائے غیر تمام کمالات کا سر چشمہ ہے اس کا کمال کسی کا دیا ہوا اور بخشا ہوا نہیں کہ اس کے چھن جانے اور زوال کا سوال پیدا ہو، بلکہ خود اس کا اپنا خانہ زاد ہے اس لئے وہ ازل سے ہے ابد تک رہے گا۔ نہ اول میں کمال اس سے جدا تھا، نہ آخر میں جدا ہو سکتا ہے۔ پس ذات وصفات وغیرہ میں موت وفنا یا زوال کا مزہ تو وہ چکھے جس کی نہ ذات اپنی ہو نہ زندگی اپنی بلکہ دوسرے کی دی ہوئی ہو کہ وہ جیسے دی جا سکتی تھی ویسے ہی لی بھی جا سکتی ہے سب وہاں وجود اپنا، زندگی اپنی، وجودی کمالات اپنے تو پھر دینے لینے والا کون؟ کہ اندیشۂ فنا وزوال ہو۔ پس وجود بھی اس کا ازلی وابدی حیات بھی ازلی وابدی علم بھی ازلی وابدی اور تمام کمالات ازلی وابدی اور جب یہ صورت حال اس کے سوا اور کسی کی نہیں، سب کے پاس جو کچھ ہے عارضی اور مستعار ہے جو اسی کا دیا ہوا ہے اور رات دن آتا اور جاتا رہتا ہے تو پھر تن تنہا وہی اپنی ذات اور صفات وکمالات میں یکتا بے مثل بے نظیر اور لاشریک لہ ہوگا کوئی دوسرا اس جیسا نہیں ہو سکتا اور اسی لئے انتہائی ذلت جس کے معنی عبادت کے ہیں تن تنہا اسی کے سامنے اختیار کی جا سکتی ہے۔ پس ہاتھ وپیر اپنی قوتوں سمیت دماغ اپنے حواس سمیت اور قلب اپنے علوم واخلاق سمیت اسی کے سامنے ہمہ وقت سربسجود اور عبادت گذار ہوگا یہ ہی حاصل ہے ذکرِ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کا کہ کوئی بھی اللہ کے سوا معبود نہیں ہے کہ اسے یکتا اور لاشریک مانا جائے اور صرف اس کے آگے سرِ نیاز خم کیا جائے۔

اس ذکر سے انسانی نفس میں غنا واستغنا پیدا ہوتا ہے اور انسانیت ہر ایک اپنی جیسی مخلوق سے بے پروا اور اس کی قید وبند سے آزاد ہو جاتی ہے بلکہ پھر دنیا اس کی محتاج ہو جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا مجھے کوئی ایسی چیز سکھلا دیجئے کہ میں اسکے ذریعے آپ کو یاد کیا کروں اور دعا مانگا کروں فرمایا کہ موسیٰ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرو۔ عرض کیا کہ الٰہی یہ کلمہ تو آپ کے سارے ہی بندے کہتے ہیں میں تو کوئی مخصوص ذکر چاہتا ہوں جسے آپ میرے ہی لئے خاص کر دیں۔ فرمایا کہ اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور ان کی آبادیاں اور اس کے ساتھ ساتوں زمینیں اگر ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ایک پلڑے میں تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہی کا پلڑا بھاری رہے گا۔

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ اخلاص سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ کلمہ عرش تک پہونچتا ہے یعنی اس کے اجر وثواب سے یہ ساری فضا عرش سے فرش تک لبریز ہو جاتی ہے۔

کلمۂ تکبیر:۔

اس ذکر کا حاصل ہر چیز پر اللہ کی بڑائی ثابت کرنا ہے یعنی جس طرح وہ بلحاظِ حقیقت اپنی ذات پاک سے بڑا ہے اسی طرح وہ بلحاظِ نسبت ہر بڑی سے بڑی چیز سے بھی بڑا ہے اور ہر چیز جو اس کے سوا ہے اس سے چھوٹی اور اس کی نسبت سے حقیر وذلیل ہے۔ اس ذکر کے ورد سے انسان میں عظمت وبڑائی پیدا ہوتی ہے اور ہر چیز اسے اپنے سے بڑا ماننے لگتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ’’اللہ اکبر‘‘ کا ثواب زمین وآسمان کے درمیانی فضاء کو بھر دیتا ہے۔ یہ چاروں کلمے سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ واللّٰہُ اَکْبَرُ اپنی نوعیت کے لحاظ سے اللہ کی حمد وثنا پر مشتمل ہیں اور اللہ کی عظمت وجلال کا مخصوص نقشہ پیش کرتے ہیں اس لئے احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے مجموعہ کی مخصوص شان و

منقبت فرمائی گئی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت چٹیل میدان ہے اسکے درخت اور باغات یہی کلمات ہیں'' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے سُبْحَانَ اللّٰہ صبح کو سو مرتبہ اور شام کو سو مرتبہ کہا تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے سو حج کئے اور جس نے الحمدللہ صبح کو سو مرتبہ اور شام کو سو مرتبہ کہا تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے سو غازیوں کو سو گھوڑوں پر جہاد فی سبیل اللہ کیلئے سوار کر دیا اور جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ صبح کو سو مرتبہ اور شام کو سو مرتبہ کہا تو ایسا ہے جیسا کسی نے سو غلام (جو بنی اسمٰعیل سے ہوں) آزاد کر دیئے اور جس نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ صبح کو سو مرتبہ اور شام کو سو مرتبہ کہا تو اس دن میں کوئی بھی اس سے زیادہ اجر و ثواب لے نہیں آئیگا سوائے اس کے جو یہی کلمہ پڑھے یا اس سے زیادہ کچھ پڑھ لے۔

نیز حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سوکھے ہوئے درخت پر سے گذرے اور آپ نے اس پر لاٹھی ماری جس سے اس درخت کے خشک پتے جھڑ کر بکھر گئے تو فرمایا کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ و اللّٰہُ اَکْبَرُ بھی اسی طرح بندے کے گناہوں کو جھاڑ دیتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ گئے۔

کلمۂ استغفار و توبہ:۔

اس کلمہ کا حاصل گناہوں اور صعوبتوں کا میل کچیل زائل کر کے نفس کو پاک و صاف کرنا اور اللہ سے بخشش مانگ کر شرمساری کے ساتھ اس کی جناب میں اعتراف قصور کرنا ہے اس ذکر کی خاصیت یہ ہے کہ نفس کی گھٹن اور کدورت زائل ہوتی ہے نفس سے سرکشی اور بغاوت کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے اور اس میں اللہ سے حیا پیدا ہو جاتی ہے جس سے آدمی بآسانی نیک اعمال کی راہ لگ لیتا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ تھا۔ یعنی توبہ سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ استغفار کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے دل پر ایک

گھٹن لائی جاتی ہے اور میں دن بھر میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ حق تعالیٰ شب میں اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں عطاء و بخشش کے لئے تاکہ دن میں گناہ کرنے والا توبہ کر لے اور دن میں ہاتھ پھیلاتے ہیں تاکہ رات کا گناہ کرنے والا توبہ کر لے۔ اور یہ عمل جاری رہے گا یہاں تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع کرے (یعنی قیامت قائم ہو جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔) حدیث میں ارشاد ہے کہ زندوں کا ہدیہ مردوں کے لئے استغفار ہے کہ وہ اپنے ساتھ ان کے لئے بھی اللہ سے بخشش مانگیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی نیک بندے کا درجہ و مقام بلند کریں گے تو وہ عرض کرے گا کہ الٰہی یہ رتبہ مجھے کیسے مل گیا؟ باری تعالیٰ فرمائیں گے کہ تیرے بیٹے کی استغفار کی بدولت جو اس نے تیرے لئے کیا یعنی ہم سے تیرے لئے مغفرت مانگی۔ اور نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہو جن کے نامۂ اعمال میں استغفار کثرت سے ہوگا۔

کلمۂ تعوذ و استعاذہ:۔

اس کلمہ کا حاصل آفات دنیا و عقبیٰ سے بچاؤ اور تحفظ اللہ سے مانگنا ہے کیوں کہ جو آفات ہمارے قبضۂ قدرت سے باہر ہوں ان سے بچنے کیلئے اس کے سوا چارۂ کار کچھ نہیں کہ اس ذات کے دامن میں پناہ لی جائے جس کے قبضہ میں ہم بھی ہوں اور آفتیں بھی ہوں۔ اسی لئے دنیا میں جس قدر بھی فتنے اور آفتیں ہو سکتی ہیں ان سب سے پناہ مانگنے کے صیغے احادیث میں اختیار فرمائے گئے ہیں جیسے جُبن، کسل، شر اعداء، غم و الم بیماریاں، قرض، گناہ، تکبر، بخل، فقر و فاقہ، عذاب نار، عذاب قبر، فتنۂ دجّال، فتنۂ اولاد، فتنۂ نساء، علم غیر نافع، سخت دلی، غضب الٰہی، ظلم، بداخلاقی، بُری موت، ناگہانی مصیبت، شر نفس، شر شیطان، قہر رجال، غلبۂ دشمن، شماتت اعداء وغیرہ سے پناہ مانگی گئی ہے لیکن اس پر تعوذ کا جو کلمہ حاوی اور

شامل ہے وہ یہ ہے۔ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ (میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اللہ نے پیدا فرمائی ہے) حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص دن میں تین مرتبہ تعوذ کا یہ کلمہ پڑھے گا تو وہ اس دن کی تمام آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ اور ایسے ہی رات کو تین مرتبہ پڑھنے سے رات کی آفات سے بچا رہے گا۔

کلمۂ بسملہ:۔

اس ذکر کا حاصل یہ ہے کہ کوئی کام اور کوئی وقت اللہ کا نام لئے بغیر شروع نہ کیا جائے تا کہ بندہ کا ہر کام اور ہر ساعت بابرکت اور حقیقی معنی میں آخرت تک کار آمد ہو جائے۔ کھانا پکاؤ تو بسم اللہ سے ابتداء کرو، کپڑا پہنو تو بسم اللہ کہہ کر پہنو، گھر سے نکلو تو بسم اللہ کہہ کر، گھر کا دروازہ بند کرو، کھولو تو بسم اللہ کہہ کر کھولو۔

غرض کہ ہر کام کا آغاز نام حق جل مجدہ سے کرو تا کہ وہ بابرکت ہو جائے حتیٰ کہ آغاز نبوت بھی جو خود بذاتہ معدن برکت تھا بسم اللہ ہی کی وحی سے شروع کیا گیا اور اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ سب سے پہلے وحی ہوئی۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَ ءْ بِبِسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَقْطَعُ (جو کام بھی بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے وہ خالی از برکت ہے پائیدار نہیں) اس بسملہ کے ذکر میں جامع ترین ذکر یہ کلمہ ہے بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ شروع اس اللہ کے نام سے کہ جس کے نام کے ہوتے ہوئے کوئی چیز زمین کی ہو یا آسمان کی نقصان نہیں پہونچا سکتی اور وہ سننے اور جاننے والا ہے۔ ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے یہ کلمہ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ الخ صبح و شام میں تین تین مرتبہ پڑھ لیا تو اسے کوئی چیز نقصان نہ پہونچا سکے گی۔

کلمۂ حوقلہ:۔

اس ذکر کا حاصل یہ ہے کہ عالم کی ہر چیز سے قوت و طاقت کی نفی کر کے یعنی ہر چیز کو عاجز و بے بس جان کر صرف اللہ کو طاقت و قوت والا سمجھا جائے کہ تمام قوتوں کا سرچشمہ وہ ہی ہے کوئی مخلوق بھی اپنی ذاتی قوت سے کسی چیز پر حاوی اور غالب نہیں ہے۔ اس ذکر کے ورد سے آدمی پر اپنی بے چارگی اور بے بسی منکشف ہوتی ہے اس کا غرور ختم ہو جاتا ہے اور وہ صرف اللہ کی طاقت پر بھروسہ کر کے کام کرنے کا عادی ہو جاتا ہے جس سے غیبی مدد اس کے شامل حال ہو جاتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ کثرت سے لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھا کرو کہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اور فرمایا گیا کہ یہ کلمہ ننانوے امراض کا علاج ہے جس میں ہلکے درجہ کا مرض غم والم ہے۔ ظاہر ہے کہ جب ہلکے درجہ کا مرض جو اس سے زائل ہوتا ہے غم والم ہے جسے ہم سب سے بڑا اور گہرا مرض جانتے ہیں اور سارے امراض کو اس سے ہلکا سمجھتے ہیں تو خیال کر لیا جائے کہ یہ لاحول ور کتنے بڑے بڑے لاعلاج امراض کو زائل کر دیتا ہوگا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ یہ کلمہ پڑھتا ہے تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَسْلَمَ عَبْدِیْ وَ اسْتَسْلَمَ (میرا بندہ مطیع و فرمانبردار بن گیا اور اس نے راہ تسلیم و رضا اختیار کر لی)

کلمۂ حسبنہ:۔

اس ذکر کا حاصل اپنے حق کو حق تعالیٰ پر ڈال دینا اور اس پر کلی توکل و اعتماد اس طرح کرنا جیسے ایک شیر خوار بچہ اپنی ماں پر کامل بھروسہ کر کے اپنا کل نفع و ضرر ماں ہی سے متعلق سمجھتا ہے حتیٰ کہ اگر وہ مارتی بھی ہے تب بھی اسی کی گود کی طرف دوڑتا ہے کہ میرے لئے اس آغوش

کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں۔ اس ذکر سے قلب کی قوت بڑھتی ہے غیر اللہ کا خوف وخطر دل سے نکل جاتا ہے مصیبتیں نعمتوں سے بدل جاتی ہیں اور آدمی بدحالی سے نکل کر خوش حالی کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ چنانچہ حضرات صحابہؓ نے جب کہ غزوۂ حمراء الاسد میں انہیں دشمنوں کے ساز وسامان سے ڈرایا گیا اور انھوں نے یہ کلمہ دل سے کہا تو منجانب اللہ ان پر یہ انعام کیا گیا کہ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْءٌ (تو وہ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے لوٹے اور ان کو کوئی ناگواری ذرا بھی پیش نہیں آئی) جس سے واضح ہوا کہ حَسْبُنَا اور توکل کا ثمرہ انقلاب ہے شر سے خیر کی طرف اور مصیبت سے نعمت کی طرف۔

کلمۂ تصلیہ:۔

اس ذکر کا حاصل جس کا نام درود شریف ہے تمام جہانوں کے مربیِ اعظم اور محسن اکرم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق پہنچانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ساتھ غلامانہ تعلق کو ترقی دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خصوصی نسبت پیدا کرنا ہے تاکہ اس نسبت کے سبب سے ایک طرف تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم گنہگار امتیوں کی طرف توجہ خصوصی ہوجائے اور ایک طرف حق تعالیٰ کی عنایت خاص ہم پر منعطف ہوجائے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود پڑھتے ہیں اور اس کی دس خطائیں نظر انداز کی جاتی ہیں اور اسکے دس درجے بلند کئے جاتے ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس ایک دفعہ درود بھیجنے والے پر ستر دفعہ درود پڑھتے ہیں۔ بعض احادیث میں ہے کہ جس دعا کے اول میں درود شریف پڑھ لیا جائے تو وہ دعا قبول ہوجاتی ہے۔ یہ تو اللہ کی توجہ ہے کہ جب کوئی شخص مجھ پر درود وسلام پڑھتا ہے تو میری روح مجھ پر لوٹائی جاتی ہے تاآنکہ میں جواب سلام دیتا ہوں یعنی میں بھی اپنے اس اُمّتی پر صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہوں۔ ظاہر ہے

کہ اس سے بڑھ کر توجہ خاص اور کیا ہوسکتی ہے؟

غرض درود شریف سے نسبت عبودیت بھی مضبوط ہوتی ہے اور نسبت سنیۃ بھی مستحکم ہوتی ہے۔

کلمات عشرہ کے ذکر کے اوقات:۔

ان اذکار کو معمول بنانے کیلئے انھیں دو وقت پر منقسم کر لینا چاہیے صبح اور شام۔ صبح کو بعد نماز فجر اور شام کو بعد نماز مغرب یا بعد نماز عشاء جس میں جو شخص اپنی سہولت اور نباہ محسوس کرے ان میں سے بعض اذکار صبح شام دونوں وقت کئے جائیں گے اور بعض صرف صبح کو اور بعض صرف شام کو تفصیل یہ ہے۔

دونوں وقت ادا کرنے کے اذکار:۔

۱۔ اولاً صبح اور شام کلمۂ بسملہ
بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔
تین تین بار پڑھا جائے، حدیث شریف میں اس کی یہی مقدار آئی ہے۔

۲۔ اس کے بعد صبح اور شام کلمۂ استعاذہ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تین تین بار پڑھا جائے کہ اس کی بھی یہی مقدار حدیث میں ارشاد فرمائی گئی ہے۔

۳۔ اس کے بعد کلمۂ تمجید سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وقتاً فوقتاً لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم صبح اور شام ایک ایک سو مرتبہ پڑھا جائے اس کی یہی مقدار از روئے حدیث

نبوی ثابت ہے۔

۴۔ اس کے بعد کلمۂ استغفار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الحَیُّ القَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ صبح وشام ایک ایک سومرتبہ پڑھا جائے اس کی بھی یہی مقدار حدیث صرف میں وارد ہوئی ہے۔

۵۔ اس کے بعد کلمۂ درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَکَ ۔صبح شام ایک ایک سومرتبہ پڑھا جائے گو اس کی کوئی مقدار خاص احادیث سے ثابت نہیں مگر اس کی کثرت کی فضیلت بہت سی احادیث سے ثابت ہے اس لئے مشائخ نے اس کی مقدار بھی صبح وشام سوسومرتبہ رکھی ہے۔

صرف صبح کے اذکار:۔

۶۔ ان پانچوں کلموں کے ذکر کے ساتھ کلمہ تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ صرف صبح کو ۱۴۱/مرتبہ پڑھا جائے۔

۷۔ اس کے بعد کلمۂ حوقلہ لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۱۴۱/بار پڑھا جائے۔

صرف شام کے اذکار:۔

۸۔ پھر انہی اوپر والے پانچ کلموں کے ساتھ شام کو کلمۂ حسبنہ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلِ ۱۴۱/مرتبہ (صرف شام) کو پڑھا جائے۔

۹۔ پھر کلمۂ تکریم (آیت کریمہ) لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ صرف شام کو ۱۴۱/مرتبہ پڑھا جائے۔

جو حضرات قلت وقت یا کثرت مشاغل یا ضعف کے سبب اختصار چاہیں وہ صبح شام اوپر والے پانچ کلمات پر قناعت کریں انہیں ترک نہ کریں البتہ یہ اختیار ہے کہ ابتداء میں صرف پانچ کلمات صرف صبح شام پڑھیں اور طبیعت کے خوگر اور متحمل ہو جانے کے بعد رفتہ رفتہ آخر کے چار اذکار بھی ملالیں۔

اور اگر کوئی شخص اپنے غیر معمولی مشاغل کی وجہ سے ابتداءً ان پانچ اذکار کی مقدار بھی پوری نہ کرسکے تو اس کے لئے اول کے دوکلموں کی تعداد تین تین رکھ کر بقیہ کلمات ذکر کو دس دس مرتبہ پڑھ لیا کرے تو حکم میں سوسو ہی کے ہو جائیں گے کیونکہ شریعت اسلام نے ہر نیکی کا ثواب دس گنا رکھ کر ایک نیکی کو دس نیکی شمار کیا ہے تو اس طرح فضل خداوندی سے یہ دس قائم مقام سو کے ہو جائیں گے اور گویا وہ شخص ہر کلمہ کو سوسو مرتبہ ہی پڑھنے والا شمار کیا جائے گا۔ پس یہ مختصر معمول ہر فارغ اور مشغول آدمی بآسانی نبھا سکتا ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ جسے راہ سلوک طے کرنی ہو تو وہ انہی مقداروں کو پورا کرے جو اوپر کے نمبروں میں لکھی گئی ہے۔ مگر ساتھ ہی جو یہ مختصر راستہ اختیار کرے اور دس دس ہی کے عدد پر اکتفا کرے اس کے لئے بھی مناسب یہ ہے کہ ہفتہ میں کم از کم ایک دن مثلاً شب جمعہ یا روز جمعہ مقرر کر کے اسمیں یہ اذکار اسی اصلی عدد کے ساتھ پڑھ لیا کرے اس سے امید بڑھ جائے گی کہ وہ روزانہ اسی عدد کا عادی ہو جائے اور بعد چندے سے نبھانے کی توفیق ہو جائے۔

اذکار عامہ:۔

ذکر تلاوت قرآن کریم۔ ہاں پھر ان تمام اذکار پر جو چیز مستولی اور چھائی ہوئی ہے اور ان سارے اذکار کا سرمنشاء اور سرچشمہ وہ تلاوت قرآن شریف ہے جو افضل الاذکار ہے اور بنصّ حدیث حق تعالیٰ سے بات چیت کرنا ہے اور انتہائی قرب کا ذریعہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو مؤمن قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ خوشبو بھی پاکیزہ ہے اور

مزہ بھی عمدہ ہے اور جو مؤمن قرآن نہیں پڑھتا ہے اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ مزہ تو عمدہ ہے مگر خوشبو نہیں ہے جو پھیلے اور دوسروں کو منتفع کرے۔ اسکے علاوہ اگر آدمی فتنوں سے بچنا چاہتا ہے تو اس کا واحد علاج تلاوت قرآن ہے۔ سمجھ کر پڑھے گا تو بصیرت کے ساتھ فتنوں سے محفوظ رہے گا اور بے سمجھے بھی اگر تلاوت کرے گا تو کم از کم اس تاثیر اور برکت سے عملاً فتنوں سے بچا رہے گا، خواہ اسے اس تحفظ و برکت کی خبر بھی نہ ہو۔

نیز حدیث میں ہے کہ قرآن شریف کی ہر آیت جنت کا ایک درجہ ہے محشر میں حافظ سے کہا جائے گا کہ تلاوت کرتا جا اور درجات میں ترقی کرتا جا۔ حدیث میں ہے کہ نماز میں قرأت قرآن افضل ہے نماز سے باہر کی قرأت سے اور نماز سے باہر کی قرأت افضل ہے، تسبیح و تکبیر کے ذکر سے الخ اس لئے اگر تلاوت قرآن کریم نماز میں کی جائے تو بہتر ہے جب کہ آدمی حافظ قرآن ہو مثلاً تہجد کی آٹھ رکعتوں میں یا بعد مغرب اوّابین کی چھ رکعتوں میں۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ قلوب پر اسی طرح زنگ آتا ہے جیسے لوہے پر جب کہ لوہے کو پانی لگ جائے اور زنگ زدہ دلوں کی جلاء ذکر موت کی کثرت اور تلاوت قرآن ہے۔ بہر حال مذکورہ اذکار عشرہ کے ساتھ یہ افضل الاذکار یعنی تلاوت کلام ربانی بھی لازم کر لی جائے جو کم از کم ایک پارہ یومیہ ہونی چاہیئے ورنہ جس قدر بھی روزانہ نبھ سکے اتنی ہی تلاوت کر لی جائے۔ قرآن پاک نے اس ذکر تلاوت کا بھی امر فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلاً اور قرآن کو صاف صاف پڑھو اور ارشاد ہے فَاقْرَءُوْا مَاتَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (جتنا آسان ہو قرآن پڑھو)۔

ذکر دعا و سوال:۔

اس کے علاوہ ایک اہم ذکر دعا و سوال بھی ہے جس کا قرآن نے بڑے اہتمام کے ساتھ امر فرمایا ہے ارشاد ہے وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اور تمہارے پروردگار

نے فرما دیا ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔ اس لئے دعاء کثرت سے کی جائے اور اس کی عمدہ صورت یہ ہے کہ مناجات مقبول پاس رکھی جائے اور روزانہ اس کا ایک حزب پڑھ لیا جائے جس میں حدیث شریف کی دعائیں جمع کر کے سات دنوں پر تقسیم کر دی گئی ہیں اس لئے روزانہ صبح کے معمولات سے فارغ ہو کر یہ حزب پڑھا جائے۔

ذکر اسماء حسنیٰ:۔

پھر اس دعا و پکار میں اعلیٰ ترین دعا و پکار وہ ہے جو اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ سے ہو جس کے بارے میں امر الٰہی ہے وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا (اور اللہ کے پاک نام ہیں ان کے ذریعہ اللہ کو پکارو) پس اللہ کو اس کے اسماء حسنیٰ کے ساتھ اس سے دعائیں مانگنا بھی ذکر مطلوب ہو جس کے لئے عمدہ صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام جو حدیثوں میں آئے ہیں یاد کر لیے جائیں اور بچوں کو یاد کرا دیئے جائیں اور روزانہ نہیں تو کم از کم ہفتہ میں ایک بار پڑھ لیا جائے۔ چونکہ ذکر اسماء حسنیٰ اور ذکر دعا و سوال اور ذکر تلاوت متعین اور مخصوص کلمہ نہ تھا اس لئے ہم نے ان تین اذکار کا تذکرہ اذکارِ عشرہ میں نہیں کیا لیکن عملاً ان کو لازم کر لینا چاہیئے۔

شجرۂ مشائخ:۔

جس طرح فیضان الٰہی ہم تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور توسل سے پہونچا ہے اور اسی لئے آپ تمام عالم بشریت کے محسن اعظم و مربی اکبر ہیں اور اسی احسانِ عظیم کو پہنچاننے اور ماننے کے لئے درود شریف رکھا گیا ہے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے علاوہ بارگاہ خداوندی میں توسل اور قرب و قبول بھی مقصود ہے چنانچہ اسی بنا پر دعا کے اول و آخر درود شریف پڑھنے کا حکم اور اس سے دعا کی مقبولیت کا

وعدہ احادیث میں کیا گیا ہے۔ٹھیک اسی طرح فیضانِ نبوت ہم تک نائبانِ نبوت اور وارثان رسالت کے واسطہ اور وسیلہ سے پہونچا ہے بالخصوص فیضان اخلاق وکمالات باطن کے پہونچنے کا واسطہ اور وسیلہ مشائخ طریقت کے سوا دوسرا نہیں جو ان کمالات میں خلفائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور نبوت کے بعد آپ کے سچے وارث ہیں، بنابریں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہی حضرات امت کے محسن اور مربی مانے گئے ہیں اس لئے اس احسان کو پہچاننے اور ماننے نیز قرب خداوندی اور نسبت نبویؐ ڈھونڈھنے کے لئے ان کا تذکرہ بھی شامل طاعت اور ذکر اللہ ہی شمار کیا گیا ہے (کہ یہی لوگ حدیث نبوی اِذَا ذُکِرَ اللّٰہ ذُکِرُوا وَ اِذَا ذُکِرُوا ذُکِرَ اللّٰہ (جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے توان لوگوں کا بھی ذکر زبان پر آتا ہے اور جب ان کا ذکر کیا جاتا ہے تو اللہ کا ذکر زبان پر آتا ہے) کے سچے مصداق ہیں گویا۔

خاصانِ خدا خدا نہ باشند
لیکن زخدا جدا نہ باشند

اور اس ذکر کی صورت مشائخ نے شجرہ پڑھ لینا تجویز کی ہے جو اکابر طریق کا معمول رہا ہے۔ بنابریں شجرہ چشتیہ مولفہ شیخ المشائخ سیدالطائفہ مرشدنا حضرت شاہ حاجی امداداللہ تھانوی ثم مہاجر مکّی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا پڑھنا بھی معمول بنالیا جائے۔خواہ روزانہ یا حسب ذوق وشوق دوسرے تیسرے دن۔

خاتمہ:۔

بہرحال ذکر اللہ ہی وہ چیز ہے جس سے عالم بھی زندہ رہے گا، ذاکر بھی زندہ رہے گا اور اس کا عمل بھی زندہ رہے گا۔پس اگر یہ ساری زندگیاں مطلوب ہیں تو ذکر اللہ پر دوام کیا جائے اور اسے جزو زندگی بنالیا جائے جو سلف کا طریقہ رہا ہے، اور ہر دور میں سچے

اور پختہ کار مسلمانوں کا رہا ہے۔اس کو چھوڑ کر مسلمان کتنی ہی رسمی ترقیات کرلیں اللہ کے یہاں اس کی کوئی وقعت نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عمل عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان پر کرے۔آمین یارب العالمین

وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَیْہِ التُّکْلَانُ

(**نوٹ**):۔ اس کتاب میں حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کے معمولات یومیہ اور دعائیں شامل ہیں۔

احقر محمد سالم قاسمی
(مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند)
۲۷؍شوال ۱۴۰۵ھ

This document was created with Win2PDF available at http://www.win2pdf.com.
The unregistered version of Win2PDF is for evaluation or non-commercial use only.
This page will not be added after purchasing Win2PDF.